وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ
وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

اَلصِّرَاطُ السَّوِی

فِی

احوال المہدی عج

مصنفہ

جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہ

ناشر: منیجر البرہان بکڈپو ۳۵ - یدھشٹر روڈ - کرشن نگر - لاہور

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ

اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸

حجت غائبؑ کے قائل و معتقد ہیں۔ اور فیض قرآن و ہدایت قرآن انہی کے لئے ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اور اس غیب سے مراد قیامت ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ قیامت کا ذکر صاف آخر آیت میں موجود ہے۔ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ اور قیامت پر ایمان لانا مومنین بالغیب کی آخری صفت ہے۔ اس لئے غیب سے مراد یہاں قیامت کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں ایمان بالغیب متقین کاملین کی اوّل صفت ہے۔ اور اسلام و ایمان میں فرق ہے۔ سارے مومن بھی متقی نہیں ہیں چہ جائیکہ سارے مسلمان متقی کہلا سکیں۔ حالانکہ قیامت پر اعتقاد رکھنا اوّل اسلام ہے۔ اور ہر ایک مسلمان اس پر ایمان رکھتا ہے۔ پس چاہیئے کہ ہر ایک کلمہ گو اس صفت سے متصف ہو۔ حالانکہ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ سارے مسلمان متقی نہیں اور نہ سارے نجات پانے والے جیسا کہ قرآن میں صاف موجود ہے۔ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا (مریم) پس تیرے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم ضرور ان سب کو اور شیاطین کو اکٹھا کریں گے۔ اور پھر ہم ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے۔ پھر ہم ہر ایک جماعت سے لوگوں کو جدا جدا کریں گے۔ کہ ان میں سے کون خدا کا سب سے زیادہ نافرمان اور سرکش ہے (یہاں تک عام کافرین و اولیاء شیاطین کا حال ہے۔ اب خاص اہل اسلام سے خطاب کر کے خدا فرماتا ہے) اور تم میں سے کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ وارد جہنم ہوگا اور اس تک پہنچے گا۔ یہ تیرے پروردگار کی قضاء حتمی ہے۔ پھر ہم نجات دیں گے صرف ان لوگوں کو جو متقی ہیں۔ اور باقی گنہگاروں کو وہیں جہنم میں پڑا ہوا چھوڑ دیں گے"۔ اس سے صاف ثابت و محقق ہے۔ کہ سارے مسلمان نجات نہیں پا سکتے۔ اور یہی مضمون حدیث کا ہے۔ کہ مسلمانوں کے تہتر فرقوں میں سے بہتر ناری اور ایک ناجی اور مطابق آیۂ مبارکہ ناجی صرف یہی فرقۂ متقین ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ آیۂ یؤمنون بالغیب میں غیب سے مراد قیامت و معاد ہرگز نہیں ہے۔ ورنہ لازم آتا ہے۔ کہ سارے مسلمان متقی اور ناجی ہوں۔ وھو خلاف الحق و خلاف لفرض یقیناً نجات صرف ان متقین کے لیے ہے جو اقامہ صلوٰۃ و انفاق فی سبیل اللہ و ایقان معاد و قیامت کے ساتھ غیب پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان بالآخرہ اور شے ہے۔ اور ایمان بالغیب اور شے۔ جو لوگ مومنین بالغیب ہیں وہ مومنین بالآخرۃ ضرور ہیں۔ مگر جو لوگ مومنین بالآخرۃ ہیں ضروری نہیں کہ وہ مومنین بالغیب بھی ہوں۔ مومنین بالقیامت سارے مسلمان ہیں۔ اور مومنین بالغیب

ایک خاص جماعت۔ اور اب دیکھنا ضروری ہے کہ وہ مومنین بالغیب کون جماعت ہے۔ اور غیب سے مراد کیا ہے
اور کیوں اس کو ناجیوں اور متقیوں کی سب سے پہلی صفت قرار دیا گیا ہے۔ اور جملہ اوصاف متقین پر مقدم کیا گیا ہے
اور ضرور اس میں کوئی خاص حکمت و مصلحت ہے۔ پس حکمت و مصلحت اور اس کی علت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ یہ
غیب کوئی ایسی شے ہے جس پر ایمان لائے بغیر باقی اوصاف کالعدم ہوں، اور نجات کا دارومدار اسی پر ہو۔ بلکہ
باقی تمام اوصاف متقین اسی پر موقوف ہوں۔ اور وہی علت تامہ اور علت غائی ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ اصول دین اسلام
بنا بر مشہور تین ہیں۔ توحید۔ و نبوت و معاد۔ اور ان تینوں میں تمام مسلمان مساوی ہیں۔ اور سب ان پر اعتقاد رکھتے
ہیں۔ اور مقام توحید میں شہود و غیب دونو پر اعتقاد اجمالی رکھتے ہیں۔ لہذا بنا بر دلیل سابق اگر ان تینوں اصولوں
میں سے کوئی غیب کا یہاں مصداق ہو۔ تو وہی محظور پھر لازم آتا ہے۔ یعنی کہ سارے مسلمان مومنین بالغیب
ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خلاف حق و خلاف فرض ہے۔ اور یہ تینوں اصول اسی کا مصداق ہوئے تو ضرور ان کے
علاوہ ہوں گے۔ اور مسلم ہے کہ ان تینوں اصولوں کے علاوہ اگر اصول ہیں تو وہ عدل و امامت ہیں۔ اور عدل
توحید کے ساتھ ہے۔ اب اگر بعد نبوت کوئی اعتقاد ضروری ہے تو وہ اعتقاد امامت ہے۔ اور یہ ایمان بالغیب
اسی میں منحصر ہے۔ اب ہم قرآن شریف میں دیکھتے اور غور کرتے ہیں۔ کہ غیب خدا نے کن چیزوں کو کہا ہے۔ اور
یہاں غیب سے مراد کون ہو سکتا ہے قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ
رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ "یعنی وہ لوگ کہتے ہیں۔ کیوں
نہیں اس پر اس کے پروردگار کی کوئی آیت نازل ہوتی؟ کہہ دو۔ کہ آیت غیب ہے اور غیب تو بس اللہ ہی کے
لئے ہے۔ پس تم اس آیت کے آنے اور ظاہر ہونے کے منتظر رہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔" اس آیہ
مجیدہ میں آیۃ اللہ کو غیب سے تعبیر کیا ہے۔ اور آیۃ اللہ العظمٰی حجت اللہ ہے۔ اور حجت اللہ سے بڑھ کر کوئی آیت خدا
نہیں ہے۔ کیونکہ تمام آیات اور ظہور تمام آیات الٰہی حجت اللہ (نبی و امام) پر موقوف ہے۔ اور اس میں کسی مومن متدین
بلکہ کسی ذی عقل و فہم کو شک نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر و امام سے بڑھ کر کوئی آیت اللہ نہیں ہے۔ بلکہ اصل آیت خدا ہی
ہیں بنفس نفیس جو نبی و امام آیت خدا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسٰی اور ان کی والدہ کو صراحتاً آیۃ فرماتا ہے۔ وَ
جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً یعنی ہم نے عیسٰی بن مریم اور اس کی ماں کو آیت بنایا ہے۔ یعنی حجت قرار
دیا ہے۔ اور چونکہ خدا نے حضرت عیسٰی کو حجت خلق کیا تھا۔ اور انہوں نے اوّل روز ولادت ہی اپنی حجیت
کا اقرار کیا اور اظہار فرمایا۔ فَقَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا "بےشک میں بندہ خدا

ہوں۔ مجھ کو خدا نے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے"۔ اور نبی حجت خدا ہے۔ پس ان آیات میں آیت سے مراد حجت خدا
ہے۔ اور دوسری جگہ خدا نے آیت یعنی حجت کو غیب سے تعبیر کیا ہے۔ وَ قَالَ لِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ لہذا غیب و
آیت و حجتِ خدا یہاں ایک ہی ہوئے۔ اور لابد غیب ایک حجت خدا ہے۔ نیز قرآن شریف میں خدا نے حضرت یوسفؑ
کو جو ایک آیت خدا اور حجت خدا ہیں صاف لفظوں میں غیب کہا ہے۔ فَقَالَ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ
نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْكُرُوْنَ۔ اے رسول یہ غیب کی خبر ہے جو ہم تجھ
کو وحی کرتے ہیں اور تو اس وقت ان کے برادران یوسفؑ کے پاس نہیں کھڑا تھا جبکہ انہوں نے اپنی رایوں میں
اتفاق کیا۔ اور ایک مکر کی چال چلے۔ خدا اس قصہ یوسفؑ کو غیب کی خبر کہتا ہے۔ پس لابد صاحب قصہ غیب ہے
ورنہ تو ظاہر ہے کہ اس وقت قصہ حضرت یوسفؑ عالم شہود میں آچکا تھا۔ اور کتب سابقہ میں موجود تھا۔ اور یہود
و نصاریٰ و علماء اس کے عالم تھے۔ اب صرف عالم غیب میں نہیں تھا۔ ضرور غیب یہاں پر وہی بزرگوار ہیں۔
جن کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اور قصہ حضرت یوسفؑ کا ہے۔ اور اس لئے غیب حضرت یعنی حجت خدا نبی اللہ
ہی ہیں۔ اور اس میں شک نہیں۔ اور ابواب سابقہ میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ بعد رسول اللہؐ ائمہ اہل بیتؑ اور
اوصیاء عترت رسولؐ حجج اللہ ہیں۔ اور یہ سب کے سب آیات الٰہی ہیں۔ اور ان آیات الٰہی میں گیارہ
آیات گزر چکی ہیں۔ اور اب اس سلسلۂ اوصیاء رسولؐ اور حجج اللہ میں صرف امام غائبؑ و حجت قائمؑ باقی
ہیں۔ اور وہ وہی آیتِ منتظرہ ہیں۔ اور چونکہ وہ آخری خلیفہ خدا اور حجت خدا اور آیت الٰہی ہیں۔ اور ان پر
ایمان لانے والا ضرور باقی تمام آیات سابقہ پر ایمان لانے والا ہوگا۔ جس طرح سلسلہ انبیاءؑ میں جناب ختمی
مرتبتؐ پر ایمان لانے والا پہلے تمام انبیاءؑ پر ایمان لانے والا ہے۔ کیونکہ وہ جنابؐ مصدق جملہ انبیاءؑ سابقین
ہیں عملاً و علماً۔ اسی طرح جناب امام غائبؑ آخری اوصیاءؑ و مصدق جملہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ ہیں علماً و عملاً پس آنحضرتؐ
پر ایمان لانے والا جملہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ پر ایمان لانے والا ہے۔ اور آنحضرتؐ کا منکر گویا تمام انبیاءؑ و اوصیاءؑ کا منکر ہے
اور اس کو یہ ایمان کچھ مفید نہیں ہے۔ اور سلسلہ نبوت میں علت تامہ اور علت غائی جناب خاتم الانبیاءؐ
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ اسی طرح سلسلۂ اوصیاء میں جناب خاتم الاوصیاء امام غائبؑ حجۃ اللہ
المنتظر علیہ الصلوٰۃ والسلام علت تامہ و علت غائی ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا تمام انبیاءؑ و اوصیاءؑ سابقین
پر ایمان لانا ہے۔ اور ان کی تصدیق سب کی تصدیق ہے۔ اور ان کا انکار سب کا انکار ہے
اور جو شخص ان پر زمانۂ غیبت میں ایمان نہیں لائے گا۔ اس کی نجات ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور

یہی مطلب ہے اس آیہ مبارکہ کا یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ
مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا جس وقت بعض آیات پروردگار ظاہر ہوں گی۔ اس دن کسی نفس کو اس کا ایمان
لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے ہی سے اس پر ایمان لایا ہوا نہیں ہے۔ اور نہ اس کو کچھ فائدہ ہوگا۔ جس نے اپنے
ایمان میں کسب خیر نہیں کیا ہے۔ اس بعض آیات کے ظاہر ہونے سے بھی آیہ منتظرہ حجت غائبؑ مراد ہے۔
جس وقت اس کا ظہور ہوگا۔ تو اس وقت جو اس کے خروج بالسیف قیام بالسیف سے پہلے ایمان لایا ہوا نہیں
ہے۔ یا پہلے سے اس نے کسب خیر نہیں کیا ہے۔ اور اس کا ایمان لانا مثل ایمان فرعون ہوگا۔ اور آیہ مجیدہ مذکورہ
قُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ صاف غیبت منتظر پر دال ہے۔ اور ان
آیات سے مراد قیامت کبریٰ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ قیامت پر سارے مسلمان
ایمان رکھتے ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے۔ جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ دراصل مسلمان
ہی نہیں ہے۔ اوّل ہی سے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بلکہ قیامت پر تو یہود و نصاریٰ وغیرہم بھی اعتقاد و
ایمان رکھتے ہیں۔ تو چاہیئے کہ وہ سب ناجی و بہشتی ہوں۔ اور اسی طرح ایمان بالغیب میں بھی وہ سب داخل ہوں۔
اور مثل اہل ایمان و اسلام نجات پائیں۔ حالانکہ کفار مخلدین فی النار ہیں۔ ضروری ان آیات سے مراد حجج اللہ ہیں۔
اور وہ آیہ منتظر جس پر قبل ظہور زمانۂ غیبت میں ایمان لانا ضروری ہے۔ حجت غائب منتظر امام قائم الزمانؑ ہیں۔ اور یہی
بزرگ ترین آیات الٰہی ہیں۔ اسی واسطے اور یہیں سے ابن ابی الحدید نے کہا ہے اور اچھا کہا ہے۔ سہ

وَمَا لِلّٰهِ اٰیَةٌ اَکْبَرُ مِنْهُمْ وَهُمْ اٰیَةٌ مِّنْ دُوْنِهِمْ كُلُّ اٰیَةٍ

خدا کی کوئی آیت ان سے بڑھ کر اور بزرگ تر نہیں ہے۔ یہی وہ آیت خدا ہیں۔ کہ باقی تمام آیاتِ الٰہی
ان سے پست ہیں۔ فلا شک ولاریب یؤمنون بالغیب میں غیب جناب امام غائبؑ
ہیں۔ اور تفسیر آیات میں ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ غیب اس جنابؑ کا نام ہے۔ اور
نجات انہی کے لئے اور ہدایت یافتہ وہی ہیں۔ جو امام غائبؑ پر اعتقاد اور
ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہی اعتقاد تکمیل ایمان و غایت ایمان ہے۔ اور اسی وجہ سے متقین کو خدا نے اس
خاص صفت سے متصف قرار دیا ہے۔ اور تمام اوصاف پر مقدم رکھا ہے۔ اور یہی خاص صفت بالامتیاز
ہے۔ نہ اعتقاد قیامت جو یہود و نصاریٰ وغیرہم سب میں مشترک ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ خدا مومنین خلص
و متقین کی مدح ایسی صفت سے کرے۔ جو دشمنان خدا یہود و نصاریٰ کفار میں مشترک ہے۔

پس براہین قاطعہ ودلائل ساطعہ وآیات بینہ ثابت ہوگیا۔ کہ ابتداء خلقت بشری سے غیبت سنت حجج اللہ ہے۔ اور ایمان بالغیب افضل ترین ایمان واہم ترین مرتبہ ایمان ہے۔ اور نجات صرف انہی کے لئے ہے۔ جو غیبت اور حجت وغائب پر ایمان رکھتے ہیں۔ حجت خدا کے ظہور سے وہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور اُٹھا رہے ہیں۔ جو پہلے سے زمانہ غیبت میں ایمان لائے ہوئے ہوں۔ اور اس پر اعتقاد رکھتے ہوں۔ وہ لوگ اوّل اس کی تصدیق کرسکتے ہیں اور اس کو پہچان سکتے ہیں۔ اس کے اتباع واطاعت میں سبقت کر سکتے ہیں۔ جو پہلے سے مومن ہوں اور اس کے منتظر۔ جب تک ان میں حالت منتظرہ پہلے سے پیدا نہ ہوگی۔ ہرگز اطاعت واتباع میں سبقت نہ کرسکیں گے بلکہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے بلکہ مثل شیطان شک وشبہ کرکے اپنے قیاسات باطلہ رکیکہ سے اس کی حجیت کا انکار کریں گے۔ بلکہ اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت ودشمنی پر آمادہ ہوجائیں گے۔ اور ہر طرح سے اس کو اور اس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ علماء اس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دول اس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے۔ اور یہ تمام نام کے مسلمان ہی ہوں گے۔ جیسا کہ آئندہ مفصل بیان ہوگا۔ ولولا السیف بیدہ لاافتی الفقہاء لقتلہ۔ اگر تلوار اس کے ہاتھ میں نہ ہو تو فقہاء اس کے قتل کا فتوے دے دیں۔ اس کی تلوار کے سامنے ان کی کچھ نہ چلے گی۔ اور نور حق ظاہر ہو کر رہے گا اور مشرق ومغرب عالم تک پھیلے گا۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

بہرحال اب معلوم ہوگیا۔ کہ حجت غائب پر ایمان لانا ایمان کامل کی دلیل ہے۔ اور یہی ایمان اہل اسلام کے لئے موجب نجات ہے۔ جو لوگ حجت غائب پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ وہ ہرگز ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ اور ان کے لئے کوئی امید نجات نہیں ہے۔ اور یہیں سے بخوبی ثابت وواضح ہوگیا۔ کہ حجت غائب کے لئے غیبت کوئی مضر نہیں ہے۔ غیبت سنت انبیاء وحجج اللہ ہے۔ بہت سے حجج اللہ غائب رہے ہیں۔ اور بہت سے ایک مدت تک غائب رہنے کے بعد ظاہر ہوئے ہیں۔ جیسے کہ حضرت ادریس وحضرت ابراہیم ویوسف وموسیٰ وغیرہم۔ اور اس غیبت سے ان کی نبوت ورسالت باطل نہیں ہوگئی۔ بلکہ ان کی نبوت زمانہ غیبت میں بھی اسی طرح صحیح وثابت ہے جس طرح کہ زمانہ ظہور میں۔ اور ان کی نبوت اسی طرح صحیح وثابت ہے جس طرح کہ ان انبیاء کی جو غائب نہیں ہوئے اور جب حضرت ابراہیم وحضرت یوسف وحضرت موسیٰ کی نبوت باوجود غیبت صحیح و

ثابت ہے۔ تو پھر امام مہدی حجت غائبؑ کی امامت و حجیت کیوں صحیح نہیں ہوگی۔ اور کیونکر ان کی غیبت معاذاللہ موجب
بطلان امامت ہوگی۔ اور کیوں کر ان پر ایمان رکھنے والے مورد طعن مخالفین و مخاصمین ہوں گے۔ اگر محض غیبت کی وجہ
سے امامت امام مہدیؑ حجت اللہ الغائب کا انکار ممکن ہے۔ تو ان انبیاء کی نبوت کا انکار ممکن ہوگا اور تکذیب قرآن
لازم آئے گی اور سلسلہ نبوت منقطع بلکہ باطل ہو جائے گا۔ ورنہ اگر ان کی نبوت باوجود غیبت صحیح ہے۔ تو حجت
غائبؑ کی امامت درزمان غیبت ضرور صحیح ہے۔ اور یہاں یہ کہنا غلط محض ہے کہ نبوت حضرت ابراہیمؑ وغیرہ
وغیرہم اس وقت ثابت ہوئی جبکہ انہوں نے اپنی مخبری کی اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا۔ نہ اس وقت جبکہ وہ
ظاہر نہ تھے۔ اور اپنے کو نہ بتلاتے تھے اور اپنی طرف نہ بلاتے تھے اور دعوت اسلام نہ دیتے تھے۔ کیوں کہ
ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ہر ایک حجت خدا کے آنے سے پہلے ہی مومنین کو خبر دی جاتی رہی تھی اور ہر
پہلے سے اعلان ہوتا رہا تھا۔ اور پہلے ہی سے لوگ ان پر ایمان لاتے تھے اور ان کے ظہور کے منتظر رہتے تھے
اور ان کے نزدیک ان کی نبوت پہلے ہی سے ثابت تھی۔ چنانچہ قصہ حضرت موسےؑ سے معلوم ہے۔ کہ قبل ظہور و
مقابلہ فرعون اور اس کی دعوت دینے اور ظاہر ہونے سے پہلے حضرت موسےؑ کے پیرو ان پر ایمان رکھنے والے
اور ان کے شیعہ موجود تھے۔ اور حالات جناب سرورکائناتؐ کے ظہور و بعثت سے پہلے بہت سے لوگ
حضرتؐ پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ جیسا کہ سلمان فارسیؓ۔ سیف بن ذی یزنؓ۔ جناب عبدالمطلبؑ۔ حضرت ابو
طالبؑ۔ قس بن ساعدۃ الایادیؓ۔ ابو مویہب الراہبؓ۔ بحیرا الراہبؓ۔ سطیح کاہنؓ۔ تبع الملکؓ۔ یوسف الیہودیؓ۔
ابن حراش الحبرؓ۔ زید بن عمرو بن نفیلؓ وغیرہ وغیرہ بہت سے علماء و راہب حضرتؐ پر ایمان رکھتے تھے ظہور کے منتظر
تھے اور ان کے اوصاف سے ان کو پہچانتے تھے۔ اور ان کے حالات و واقعات تواریخ میں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ
ان کی نبوت بعد ظہور و اظہار دعوت ثابت نہیں ہوئی بلکہ پہلے ہی سے ثابت تھی۔ مومن پہلے ہی سے ایمان
رکھتے تھے۔ اور ان کا امر کبھی ان کے اولیاء۔ ان کے شیعوں اور تبعین سے پوشیدہ نہیں رہا۔ صرف اہل جحود و
ضلال و جہال ان کے وجود کے منکر ہوتے تھے۔ مومنین ہمیشہ مومنین بالغیب رہے ہیں۔ حضرت یوسفؑ مخاصمین و
مخالفین کے نزدیک غائب تھے۔ مگر مومنین و موالین ان کو جانتے تھے۔ اور یقین رکھتے تھے۔ بلکہ مومنین کو ان کی
ولادت کا وقت ان کا حسب نسب ان کا خاندان اور ان کا مقام ظہور ہمیشہ معلوم رہا ہے۔ یہی حال بعینہٖ
حضرت صاحب الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ کہ مومنین و موالین ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان
کی امامت کے قائل ہیں۔ ان کے خاندان اور ان کے والدین سے واقف ہیں۔ ان کی ولادت کے

وقت سے آگاہ ہیں۔ حالاتِ ولادت سے باخبر ہیں۔ ان کے اوصاف و کمالات کا علم رکھتے ہیں۔ ان کے شمائل و خصائل کو پہچانتے ہیں۔ ان کے نقش و نگار سے خبردار ہیں۔ اور ان کے آنے کے منتظر۔ جیسا کہ مومنین حضرت ادریسؑ، ابراہیمؑ و یوسفؑ و موسیٰؑ وغیرہم ان کے زمانہ غیبت میں ان کے ظہور کے منتظر رہتے تھے۔ پس مومنین شیعہ امام قائم الزمانؑ حجت غائب صاحب العصر علیہ السلام سنتِ انبیاء و امم انبیاء پر ہیں۔ ان کا طریق طریق پیغمبری ہے اور منہاج منہاج مومنین کاملین اہل التقوےٰ والیقین۔ وَلَيْسَ الْعَاقِبَةُ اِلَّا لِاَهْلِ التَّقْوٰى وَالْيَقِيْنِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ انکار وجود حجت غائبؑ انکار وجودی یا نتیجہ تقلید آبائی یا اثر عصبیت مذہبی ہے۔ کہ سنت حجج اللہ بدعت نظر آتی ہے۔ اور بہتوں نے صفت ایمان بالغیب مورد طعن و تشنیع ہے۔ سچ ہے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است ❊ گل است سعدیؒ در چشم دشمناں خار است

حُبُّ الشَّيْءِ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ بیشک انسان محبت میں اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے۔

فصل

(غیبت انبیاءؑ)

یہاں مناسب ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کی غیبت کا حال مفصل لکھا جائے۔ تاکہ مکمل طور پر سنتِ انبیاء اللہ اور سنت الٰہی در باب حجج اللہ کالشمس فی رابعۃ النہار واضح و لائح ہو جائے۔ اور کسی عاقل بصیر کو شک و شبہ کا موقع نہ رہے۔ اور مومنین کو اطمینان قلب حاصل ہو۔ اور معلوم ہو جائے۔ کہ مہدی آخر الزمانؑ کی غیبت سنت انبیاءؑ و سنت الٰہی ہے۔ کہ جس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ اور جس سے انکار اصل دیانت اسلام سے انکار ہے اور اس کی تکذیب تکذیب سنن الٰہی اور سنن انبیاء اللہ و حجج اللہ ہے۔ وَمَنْ تَرَكَ السُّنَّةَ فَقَدْ كَفَرَ

غیبت حضرت ادریسؑ

جناب محمد بن علیؒ سے مروی ہے۔ کہ حضرت ادریسؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ جبار تھا۔ وہ ایک دن سیر کے لئے سوار ہو کر چلا۔ تو ایک زمین کے پاس سے گزرا۔ جو نہایت تر و تازہ اور شاداب تھی۔ اور وہ ایک بندۂ مومن شیعۂ ادریسؑ کی ملکیت تھی۔ اس بادشاہ کو وہ سرسبز زمین نہایت اچھی معلوم ہوئی۔ اور اپنے وزیر سے دریافت کیا۔ کہ یہ زمین کس کی ہے۔ کہا۔ یہ ایک بندۂ رعیت بادشاہ کی زمین ہے جو رافضی اور شیعۂ ادریسؑ نبی سے ہے